Pakistan Journal of Qur'ānic Studies

ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185
Vol. 3, Issue 2, July – December 2024, Page no. 115-130
HEC: https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089226#journal_result
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/206
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/3411
DOI: https://doi.org/10.52461/pjqs.v3i2.3411
Publisher: Department of Qur'ānic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Title **The Moral and Political Causes of the Decline of Society: A Foxed Study of Surah Al-Baqarah**

Author (s): **Syed Ijlal Haider Shah**
M.Phil Scholer, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. ijlalshigri12@gmail.com

Dr. Muhammad Umar Farooq
Assistant Professor, Deptt of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. muhammad.umar@numl.edu.pk

Received on: 09 December, 2024
Accepted on: 15 December, 2024
Published on: 30 December, 2024

Citation: Syed Ijlal Haider Shah, and Dr. Muhammad Umar Farooq. 2024. “ زوال معاشرہ کےاخلاقی و سیاسی اسباب:سورۃ البقرۃ کا خصوصی مطالعہ: The Moral and Political Causes of the Decline of Society: A Foxed Study of Surah Al-Baqarah”. *Pakistan Journal of Qur'ānic Studies* 3 (2):115-30. https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/3411.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

زوال معاشرہ کے اخلاقی وسیاسی اسباب: سورۃ البقرۃ کا خصوصی مطالعہ

The Moral and Political Causes of the Decline of Society: A Foxed Study of Surah Al-Baqarah

Syed Ijlal Haider Shah
M.Phil Scholer, Department of Islamic Thought and Culture,
NUML, Islamabad. ijlalshigri12@gmail.com
Dr. Muhammad Umar Farooq
Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Culture,
NUML, Islamabad. muhammad.umar@numl.edu.pk

Abstract:

After the creation of the universe, Allah Almighty granted human beings a special status among His creations in this world. He did not instill individuality in human nature but rather commanded them to depend on one another and resolve their affairs collectively. He instructed them to live together, guided by mutual relationships, traditions, values, and laws, thus forming what is known as a society. For living within a society, the best laws and principles are required, ensuring that the preferences, rights, and systems of life of everyone are managed in the best possible way. These societal laws and principles were detailed by Allah Almighty in His Book, along with the accounts of various nations of the Prophets. If these nations adhered to these societal principles, their societies continued to progress. However, as these nations began to violate these principles, they steadily declined. Allah Almighty has elaborated on the causes of their downfall in detail, and one clear example is Surah Al-Baqarah, in which Allah discusses the society of the Israelites, the reasons for their prosperity, and the causes of their decline.
These societal issues include the educational, political, and economic problems of the Bani-Israel, and based on these, the causes of both the rise and fall of their nation are explained in detail. The present paper discusses the reasons for the political and moral decline of nations, in light of Surah Al-Baqarah.

Keywords: *Collective resolution, Society, Surah Al-Baqarah, Decline, Moral issues, Political issues.*

تمہید:

اللہ تعالی نے خلقت کائنات کے بعد اپنے مخلوقات میں سے انسان کو دنیا میں ایک خاص مقام و مرتبہ بخشا اور انسان کی فطرت میں انفرادیت نہیں رکھی بلکہ ایک دوسرے پر منحصر ہونا اور اپنے معاملات کو باہم مل جل کر حل کرنے کا حکم دینا، اور ہر ایک کے آپس کے تعلقات، روایات، اقدار، اور قوانین کے تحت ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزارنے اور ایک منظم

رشتہ میں رہنے کی تلقین کی اور اسی کو معاشرہ کا نام دیا ہے۔ اور معاشرہ میں زندگی گزارنے کیلئے بہترین قوانین اور اصول درکار ہوتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرے میں ہر فرد کی تمام تر ترجیحات، حقوق اور نظام زندگی کو بہترین طریقے سے چلایا جائے۔ ان معاشرتی قوانین اور اصول کو اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں تفصیل کے ساتھ اور باقاعدہ مختلف انبیاء کی اقوام کے احوال کے ساتھ بیان کیا، اور وہ اقوام جب تک ان معاشرتی اصولوں پر عمل پیرا رہے تب تک ان کے معاشرے ترقی کرتے رہے لیکن جوں جوں وہ اقوام ان معاشرتی اصولوں کی خلاف ورزی کرنے لگیں تو وہ اقوام دن بدن زوال پذیر ہوتی گئیں، چنانچہ اللہ تعالی نے ان اقوام کے زوال کے اسباب کو تفصیل سے بیان کیا، جس کی ایک واضح مثال سورۃ البقرۃ ہے جس میں اللہ تعالی نے قوم بنی اسرائیل کے معاشرے اور اس کی ترقی اور اس قوم کے زوال کے اسباب کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ان معاشرتی مسائل میں بنی اسرائیل قوم کے تعلیمی، سیاسی اور معاشی مسائل شامل ہیں اور ان مسائل کی بنیاد پر قوم کی ترقی اور اس قوم کے زوال کے اسباب کو بھی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں سورۃ البقرۃ کی روشنی میں قوموں کے سیاسی اور اخلاقی اعتبار سے زوال کے اسباب کو بیان کیا ہے۔

سماج کا تصور:

سماج سے مراد یہ ہے کہ معاشرے میں بسنے والے افراد سے مل کر ایک جماعت ہو جس کے لیے مخصوص قوانین، رہن سہن اور زندگی گزارنے کے آداب اور رسم ورواج ہو، اور پھر وہ معاشرے کسی مخصوص نظام کے تحت زندگی بسر کر رہے ہوں، ایک ساتھ زندگی گزارنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہر ایک کی زندگی کی حیثیت ایسی ہو کہ وہ زندگی گزارنے اور مخصوص رہن سہن رکھنے کے لیے اس معاشرے کا فرد ہو، اور معاشرے میں پہلو بہ پہلو زندگی گزار رہا ہو۔[1]

سماج میں موجود لوگوں کے کردار، فہم و عمل جو کہ صرف اپنی زات کے حد تک محدود نہیں بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ جوڑے ہوئے ہوتے ہے۔ جو عمل جس سماج میں ایک شخص کرتے ہے اسکا اثر ضرور دوسرے پر مرتب ہوتے ہے چونکہ سماج میں موجود ہر فرد ایک دوسرے سے جوڑے ہیں۔[2]

لفظ سماج کا اطلاق ہی اس وقت ہوتا ہے جب ایک سے زائد افراد ہو اور ایک گروہ کی شکل میں موجود ہو اور ہر ایک کی زندگی ایک دوسرے سے مربوط و منحصر ہو۔

---

[1]مطہری، شہید مرتضی، سماج اور تاریخ، تبلیغات اسلامی، 1989ء، ص:4

[2] حوالہ سابقہ، ص:4

جب سماج کا تصور تخلیق ہوتے ہے تو اسے مزید آگے بڑھاتے ہوئے اچھے سے اعلیٰ مقام تک لے جانے کا تسلسل و جستجو پانا یہ فطری عمل ہے مگر اس کیلئے قانون و اُصول اور ضوابطہ حیات موجود ہو۔کیونکہ اللہ تعلیٰ نے تخلیق اشرف المخلوقت میں جسطرح شکلیں مختلف رکھا اسی طرح ہر ایک کی فہم بھی الگ رکھا جب ہر ایک کی سوچ الگ ہو سوچ کی بناپر نظریہ قائم ہوگی عمل و حرکات بھی مختلف ہوتے ان تمام مختلف الفہم و عمل کو ایک نظم وضبط اور معاشرہ میں لا قانونیت سے بچانے کیلئے قانون کی ضرورت ہوتی ہے جو سماج کی ضروریات وارتقائی مراحل طے پانے میں معاون ثابت ہو۔تاریخ کے اوراق پلٹا کئ دیکھے ہر ادوار میں معاشرہ کی تہذیب واصول میں مذہب کا بہت اہم کردار رہا ہے۔

اور اسلام ہر ادوار میں یعنی آدم النبیاء سے لے کر خاتم النبیاﷺ تک اللہ تعلیٰ نے بنی نوع انسان کیلئے ایک مکمل طور پر زندگی گزارنے کیلئے ظابطہ حیات قانون کی شکل میں اپنے خلفاء کے زریعے ہم تک پہنچاتے رہیں۔چونکہ دین اسلام دین فطرت ہے جس کی بنیادی مقصد ہی بقائے انسان ہے اور سماج میں عدل وانصاف قائم کرنا،انسان جس مقصد کیلئے خلق کیا گیا اس مقصد کو مفقوط ہونے اسے بچانے کیلئے کلااللہ کی شکل میں اللہ نے ایک قانون واُسول قائم کیا اور تمام بنی نوع انسان اس وقت تک ان کامل مقام کو حاصل نہیں کر سکتا جب تک ان تمام اُصولوں پر من و عن عمل پیرا نہ ہو۔وگرنہ ان قائم کردہ قانون و اصولوں کو اپنی زندگی میں نہ اپنائے اور ان اُصولوں کے خلاف جانے کی صورت میں تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور میں اقوام عروج سے زوال کی طرف سفر کیا۔

قرآن کا تصور سماج:

قرآن کریم خداوند تعالی کی وہ عظیم نعمت ہے جس کا کوئی نعمل بدل نہیں۔یہ کتاب نہ صرف عبادات یا قصائص الانبیاء پر مشتمل ہے بلکہ قرآن مجید صاحب عقول کیلئے وہ عظیم ضابطہ حیات ہے جس میں زندگی کے ہر معاملات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے واضح حل بیان کیا گیا۔ایسا اُصول حیات بیان کیا جس پر عمل کر کے انسان دنیاو آخرت دونوں میں عروج حاصل کر سکتے ہیں۔اللہ نے قرآن کریم میں مختلف سماجی پہلوں کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے چاہئے وہ عائلی زندگی سے متعلق ہو یا سیاسی،اخلاقی و معاشی،ہر پہلو پر قانونی اور اصولی اعتبار سے گفتگو کی ہے۔جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سماج میں انسانوں کے حقوق کے بارے میں بڑی تاکید سے حکم فرمایا: وَاعْبُدُوا اللّٰـهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ۖ وَّبِالْوَالِـدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰـهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا

ترجمہ: اور اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریبی ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے غلاموں کے ساتھ بھی (نیکی کرو)، بے شک اللہ پسند نہیں کرتا اِترانے والے بڑائی کرنے والے شخص کو۔[3]

یہ وہ قانون ہے جس میں اللہ تعالیٰ سماج میں ایک دوسرے کے حقوق کو بیان کیا ہے تا کہ ہر کوئی اپنی ذمہ داری کو بخوبی انجام دے سکے، اور معاشرے میں رہتے ہوئے اپنے عائلی نظام کو بہتر بنا سکے۔ اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ معاشرے میں معاشی نظام کو ایک اُصول و قانون کی شکل میں قائم رکھنے کیلئے ارشاد فرمایا:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوَا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۗ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے عالم اور درویش لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں، اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔[4]

ان آیات میں اللہ تعالی نے معاشی نظام کو مستحکم کرنے کیلئے زکوۃ کو تمام مسلمانوں پر فرض قرار دیا کیونکہ زکواۃ ایک خاص طبقہ جو معاشی لحاظ سے مستحکم ہو ان پر فرض قرار دیا تا کہ معاشرے میں غربت کا خاتمہ ممکن ہو اور اسی طرح سماجی نظام کو برقرار رکھنے کیلئے ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا۔

اسی طرح سماج میں امن و امان اور انسانی جان کی حرمت و اہمیت کو اللہ نے اس طرح سے بیان فرمایا ہے: مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِىٓ اِسْرَآئِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۖ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُـمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنَاتِ ثُـمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُـمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ۔

ترجمہ: اسی سبب سے، ہم نے بنی اسرائیل پر لکھا کہ جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے کے بِغیر یا زمین میں فساد (روکنے) کے علاوہ قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا، اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کی

[3] سورۃ نساء:36

[4] سورۃ توبہ:34

زندگی بخشی، اور ہمارے رسول ان کے پاس کھلے حکم لا چکے ہیں پھر بھی ان میں بہت سے لوگ اس کے بعد بھی زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں۔[5]

اللہ نے نہ صرف انسان کی جان کی حرمت کو بیان کیا بلکہ اللہ نے انسان کی عزت اور اس سے احترام سے پیش آنے کے بارے کے بارے میں فرمایا: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۚ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو! ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو، فسق کے نام لینے ایمان لانے کے بعد بہت برے ہیں، اور جو باز نہ آئیں سو وہی ظالم ہیں۔[6]

اسکے علاوہ اللہ نے سماج میں ناحق کسی کے ساتھ ظلم زیادتی سے بھی منع فرمایا: قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ۔

ترجمہ: اے نبی ﷺ! آپ فرمادیجئے کہ میرے رب نے شرک کے کاموں کو جو کھلے ہوں یا چھپے ہوں اور گناہ کو اور ناحق کسی پر زیادتی اور سرکشی کو حرام کر دیا ہے[7]

وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ۔

ترجمہ: اگر ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی اور ظلم کرے تو باغی اور ظالم جماعت سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم پر آجائے۔[8]

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تمام تر سماجی مسائل کو تفصیل سے نازل فرمایا جو کہ زندگی گزارنے کیلئے ایک مکمل ظابطہ حیات اور رہنماء ہے جس پر عمل پیرا ہو کے انسان اپنی زندگی کی تمام تر کامیابی حاصل کر سکتا ہے اور جو سماج قرآنی کریم میں

---

[5] سورۃ المائدہ:32

[6] سورۃ المائدہ:11

[7] سورۃ اعراف:33

[8] سورۃ الحجرات:9

بیان کردہ سماجی ہدایات کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے تو وہ سماج ایک اعلی اقدار پر مشتمل سماج ہو گا، جس کو کبھی بھی زوال نہیں ہو سکتا، کیونکہ قرآن کریم میں بیان کردہ سماجی اصول دراصل فطرت کے عین مطابق ہیں۔

سورۃ البقرۃ کا تعارف و مضامین:

نام اور وجہ تسمیہ: اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی گائے کے واقعہ کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے جس کی وجہ سے سورۃ البقرۃ کا نام اسی "بقرۃ" کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔

زمانہ نزول: اس سورۃ کا بیشتر حصہ ہجرت مدینہ کے بعد زندگی کے بلکل ابتدائی دور میں نازل ہوا ہے البتہ سورۃ کا بقیہ حصہ بعد میں نازل ہوا۔ سود، تحویل قبلہ، روزوں کی فرضیت جیسے احکامات اس سورۃ میں شامل ہیں، سورت کا خاتمہ جن آیات پر ہوا ہے وہ مکے میں نازل ہو چکی تھیں مگر موضوع بحث کی وجہ سے وہ آیات بھی اس سورت کا حصہ ہیں۔[9]

موضوعات: سورۃ البقرہ جو کہ مختلف مقامات پر آٹھ سال کے دورانیہ میں نازل ہوئی اور اس سورۃ میں مختلف موضوعات پائے جاتے ہے خاص کر بنی اسرائیل کی تاریخ اور احوال، شرعی احکام جیسے روزہ کی فرضیت، تحویل قبلہ وغیرہ، انفرادی و اجتماعی رہنمائی کے اُصول بھی بیان کیے گئے ہیں۔ البتہ اس کے علاوہ اس سورۃ میں مندرجہ ذیل مختلف موضوعات کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے:

ایمان و ہدایت کی تلقین:

اس سورۃ کی ابتداء اللہ تعالی اہل ایمان، کفار اور منافقین کے بیان سے کی ہے اور باقاعدہ ہر ایک طبقہ کی اوصاف ونشانیاں بھی بیان کی ہیں۔ جیسا کہ آیت نمبر 1 سے لے کر 39 تک۔

بنی اسرائیل کو حاصل شدہ نعمتیں اور ان کا کفران نعمت:

سورۃ البقرۃ کا دوسرا موضوع جو کہ آیت نمبر 40 سے 125 تک ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے احوال کو تفصیلاً بیان کیا ہے اور ان کی نعمتوں اور اسکے برعکس بنی اسرائیل کا کفران نعمت اور اسکی وجہ سے جو منصب و مقام اس قوم کو خدا نے بخشا تھا اس کو بیان کیا اور پھر کفران نعمت کی وجہ سے اس قوم کے زوال اور اس زوال کے اسباب کو بھی بیان کیا۔

[9] مودودی، سید ابو الاعلی، تفسیر تفہیم القرآن، (ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 2013ء)، ج:1، ص:46

بنی اسرائیل قوم کی فضیلت اور منصب:

سورۃ البقرۃ کا تیسرا اہم موضوع یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو دوسری امت پر جو فضیلت اور منصب بخشا تھا اس کو بھی بیان کیا، اور فضیلت کے اسباب جیسا کہ آیت نمبر 125 سے 162 تک کے موضوعات۔

شریعت واحکامات:

اس موضوع کے تحت آیت نمبر 163 سے 283 تک وہ احکامات و شریعت اُمت کو بیان کیا جارہا ہے اور ان تمام احکامات کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

سورۃ البقرۃ اور زوال معاشرہ کے اخلاقی اسباب:

کسی بھی معاشرے میں اخلاق وہ جامع کردار ہے جس کی بنیاد پر معاشرہ عروج بھی پا سکتا ہے ایسے اخلاق کو اعلی اخلاق کہا جاتا ہے، اور اگر وہی اخلاق منفی ہو جائیں تو اس کو اخلاق رذیلہ کہتے ہیں لہذا معاشرہ میں اگر اخلاق رذیلہ پائے جائیں تو ایسا معاشرہ زوال پذیر ہو جاتا ہے۔

سورۃ البقرۃ میں جہاں زوال معاشرہ کے دیگر اسباب کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا وہاں زوال معاشرہ کے اخلاقی اسباب کو بھی بیان کیا ہے، سورۃ البقرۃ کی روشنی میں زوال معاشرہ کے اخلاقی اسباب درج ذیل ہیں:

حسد، بغض اور اخلاقی زوال:

جس معاشرہ کے افراد میں بغض اور حسد جیسی بیماریاں کثرت سے پائی جائیں وہ معاشرہ تیزی سے زوال کے طرف چلا جاتا ہے، بنی اسرائیل قوم میں بھی حسد اور بغض جیسی بیماریاں جب جنم لینے لگیں تو بنی اسرائیل قوم تیزی سے زول کی طرف چلی گئی، چنانچہ اسی سبب کو بیان کرتے ہوئے ارشاد باری تعالی ہے: وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ[10]

ترجمہ: اکثر اہل کتاب تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں کفر کی طرف پھیرنا چاہتے ہیں، اپنے اندر کے حسد کی وجہ سے، حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے، سو معاف کرو اور درگزر کرو جب تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

---

[10] سورۃ البقرۃ:109

اس آیت کی تفسیر میں اس طرح کے حاسدین کے شر سے بچنے اور اس سبب کا ممکنہ حل بیان کرتے ہوئے مولانا ابولاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں : "ان حاسدین کے عناد اور حسد کو دیکھ کر مشتعل نہ ہو،اپنا توازن نہ کھو بیٹھو،ان سے بحثیں اور مناظرے کرنے اور جھگڑے میں اپنے قیمتی وقت اور اپنے وقار کو ضائع نہ کرو،صبر کے ساتھ دیکھتے رہو کہ اللہ کیا کرتا ہے۔فضولیات میں اپنی قوتیں صرف کرنے کے بجائے خدا کے ذکر اور بھلائی کے کاموں میں صرف کرو کہ یہ خدا کے ہاں کام آنے والی چیز ہے،نہ کہ وہ۔[11]

عہد شکنی اور اخلاقی زوال:

جب کسی قوم میں وعدہ خلافی بڑھ جائے تو وہ قوم معاشرتی اعتبار سے زوال کی طرف چلی جاتی ہے، کیونکہ معاشرتی خرابیوں میں سے ایک وعدہ خلافی ہے،لہذا جب کسی قوم میں وعدہ خلافی بڑھ جائے تو معاشرے کے افراد ایک دوسرے پر اعتماد کھو بیٹھتے ہیں،اور اعتماد کھو جانے کا اثر انسانی معاملات پر پڑتا ہے،اور معاشرے کے ہر فرد کسی بھی دوسرے فرد پر اعتماد نہیں کرتا ،بنی اسرائیل قوم میں جب وعدہ خلافی عام طور پر پائی جاتی تھی اس لیے وہ قوم معاشرتی اعتبار سے زوال کی طرف چلی گئی،ان کے زوال کے اس سبب کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی کا ارشاد مبارک ہے:اَوَكُلَّمَا عَاهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْـهُـمْ ۚ بَلْ اَكْثَرُ هُـمْ لَا يُؤْمِنُـوْنَ[12]

ترجمہ: کیا جب کبھی انہوں نے کوئی عہد باندھا تو اسے ان میں سے ایک جماعت نے پھینک دیا، بلکہ ان میں سے اکثر ایمان ہی نہیں رکھتے۔

جادو اور اخلاقی زوال:

بنی اسرائیل قوم کے معاشرتی زوال کے اسباب میں سے ایک جادو جیسے علم کا غلط استعمال ہے جیسا کہ آج ہمارے معاشرے میں تعویذ گنڈے کا مقصد دوسرے کو نقصان پہچانا،بیوی میاں میں لڑائی کروانا یا ان میں تفریق کروا دینے کے لیے جادو وغیرہ کا استعمال کرنا، ایسے امور کسی بھی معاشرے کے اخلاقی زوال کے اسباب میں سے ایک ہے، چنانچہ ارشاد مبارک ہے: وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۖ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَۖ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا

[11] مودودی، تفہیم القرآن،ج:1،ص:103

[12] سورۃ البقرۃ:100

نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۚ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ[13]

ترجمہ: اور انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جو شیطان سلیمان کی بادشاہت کے وقت پڑھتے تھے، اور سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا لیکن شیطانوں نے ہی کفر کیا لوگوں کو جادو سکھاتے تھے، اور اس (چیز) کی بھی جو شہر بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر اتارا گیا تھا، اور وہ کسی کو نہ سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے ہم تو صرف آزمائش کے لیے ہیں، تو کافر نہ بن، پس ان سے وہ بات سیکھتے تھے جس سے خاوند اور بیوی میں جدائی ڈالیں، حالانکہ وہ اس سے کسی کو اللہ کے حکم کے سوا کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔

مولانا عبید اللہ سندھی اس آیت کی تفسیر میں زوال معاشرہ کے اخلاقی اسباب کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "بنی اسرائیل نے اپنی بابل کی اسیری کے زمانہ میں ہاروت اور ماروت سے اس علم (جادو) کو سیکھا یہ کام بذات خود اگرچہ نیک اور اچھا تھا کیونکہ اس میں اللہ تعالی کے نام کی برکت سے مدد مانگتے تھے مگر اس کے ناجائز استعمال سے تباہ ہو گئے (اس علم کو) میاں بیوی میں جدائی ڈالنے کے لیے اسے استعمال کرنے لگے تاکہ بیوی کے ساتھ دوسرا آدمی شادی کر سکے۔۔۔ قوموں کی تنزلی کے زمانہ میں یہی حالت ہوتی ہے کہ قوم اللہ تعالی کی کتاب کو ترک کر دیتی ہے اور اس کی بجائے تعویذ گنڈے میں لگ جاتی ہے پچھلی صدیوں سے مسلمانوں کی بھی یہی حالت ہے انہوں نے کتاب اللہ پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور اس کی بجائے تعویذ گنڈے کی طرف دن بدن زیادہ مائل ہو رہے تھے۔۔۔ (یہ علم) اپنے تہذیب اخلاق کے لیے اور تقرب الی اللہ کے لیے نہیں سیکھتے بلکہ ایسے برے کام کے لیے سیکھ لیتے ہیں جو اس علم کی غرض وغایت بھی نہیں"۔[14]

مولانا مودودی اس سبب کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "جب قوم بنی اسرائیل پر مختلف اخلاقی اعتبار سے، اور مادی اعتبار سے زوال کا دور آیا اور غلامی، کم علمی، افلاس اور ذلت نے ان کے اندر کوئی بلند ہمتی اور اُولوا العزمی باقی نہ چھوڑی تو ان کی ترجیحات جادو ٹونے اور طلسمات و عملیات اور تعویذ گنڈوں جیسی اشیاء بن گئیں"۔[15]

[13] سورۃ البقرۃ:102

[14] سندھی، مولانا عبید اللہ، تفسیر المقام المحمود، (مکی دار الکتب، لاہور، 1997)، ج:1، ص:286-287

[15] مودودی، تفہیم القرآن، ج:1، ص:147

کفران نعمت اور اخلاقی زوال:

يَا بَنِىَ اِسْرَآئِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىَ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِىَ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَاِيَّاىَ فَارْهَبُوْنِ

ترجمہ: اے بنی اسرائیل میرے احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے اور تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور مجھ ہی سے ڈرا کرو۔[16]

اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر خوش نہ ہونا اور ان نعمتوں کو جس طرح استعمال کرنے کا حکم ہے اسطرح استعمال نہ کرنا یہ کفران نعمت ہے لہذا جتنا خدا کے دیے پر راضی ہو شکران نعمت کرے اللہ کے نعمتوں کو صحیح جگہ استعمال کرے یہ شکران نعمت ہے اور بندا جتنا شکر ادا کرے گا اتنا خدا اپنے بندے کو بخشتا ہے اور جتنا کفران نعمت کروگے اللہ اس بندے سے اپنی نعمت چھین لیے گا۔ کفران نعمت در اصل ناشکری کا دوسرا نام ہے اور کفران نعمت بے صبری اور توکل کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے، لہذا کفران نعمت، عدم شکر، بے صبری اور توکل کی کمی انسان کے اخلاقی زوال کی نشانیاں ہیں، اور یہ تمام تر اخلاقی بیماریاں ہے جب یہ بیماریاں کسی بھی معاشرے میں بڑھ جائیں تو وہ معاشرہ اخلاقی طور پر زوال کا شکار ہو جاتا ہے۔

زوال معاشرہ کے سیاسی اسباب:

اسلام میں جس طرح دیگر پہلوؤں کے بارے میں ترغیب و تعلیم دی ہے اسی طرح سماج کو سیاسی تدبیر اور خاص کر ریاستی تدابیر اور اُمور کے بارے میں مختلف حکمت عملی بھی بیان کی گئی ہے لہذا ان حکمت عملی اور احکامات کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے ایک بہترین ریاست اور ایک بہترین معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے۔ اور اگر ان سیاسی حکمت عملیوں کو ترجیح نہ دی تو وہ معاشرہ سیاسی طور پر زوال کا شکار ہو جاتا ہے۔ کسی بھی معاشرے کے سیاسی زوال کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

رہنمائی کے منصب کی ناقدری اور سیاسی زوال:

کسی بھی معاشرے کی سیاسی اعتبار سے ترقی کے لیے ضروری ہے وہ معاشرہ اپنی رہنمائی اور قیادت میں خود مختار ہو، اور جب تک کسی بھی معاشرہ رہنما اور قائد اسی قوم سے ہوں اور پھر رہنمائی اور قیادت کے فیصلوں میں خود مختار بھی ہوں تو وہ قوم سیاسی اعتبار سے مضبوط ہوتی ہے اور دن بدن ترقی کرتی ہے، اللہ تعالی نے گزشتہ اقوام میں سے بعض قوموں کو قیادت اور رہنمائی جیسی نعمت عطا کی تھی، چنانچہ اللہ تعالی ارشاد مبارک ہے: يَا بَنِىَ اِسْرَآئِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىَ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِيْنَ

[16] سورۃ البقرۃ:40

ترجمہ: اے بنی اسرائیل میری ان نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تمہیں دی تھیں اور میں نے تمہیں جہان پر فضیلت دی تھی۔[17]

اللہ تعالی نے اس قوم کو تمام اقوام کی رہنمائی اور قیادت عطا کی تھی، اور کسی قوم کو اقوام کی قیادت اور سپر میسی کا مل جانا کسی نعمت سے کم نہیں ہوتا، لیکن جب کوئی قوم اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر نہ کرے بالخصوص سپر میسی جیسی نعمت کی ناقدری کرے تو ایسی قوم اس نعمت سے محروم ہو جاتی ہے، اور پھر قیادت کسی اور کے پاس چلی جاتی ہے اور جب قیادت کسی قوم میں منتقل ہو جائے تو پہلی قوم اس کے ماتحت زندگی بسر کرنا شروع کر دیتی ہے، اور کسی قوم پر غلامی کا آجانا کسی عذاب سے کم نہیں ہوتا، کیونکہ غلامی میں خود مختاری، فیصلہ سازی اور اپنے وسائل پر اختیار جیسی دیگر نعمتوں سے وہ قوم محروم ہو جاتی ہے۔

چنانچہ مولانا مودودی اپنی تفسیر میں بنی اسرائیل قوم کی اس محرومی پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کو تمام اُمت پر علم دے کر رہنما بنا کر بھیجا اور ایک خاص منصب تھا کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے مگر جب وہ اپنے منصب امامت ورہنمائی کو صحیح سے نہ سنبھال سکے تو اللہ نے ان پر عذاب الہیٰ نازل کیا اور وہ زوال کا شکار ہو گئے۔[18]

عہد شکنی اور سیاسی زوال:

قوموں کی ترقی کے راز ان کے وعدوں اور عہدوں کے اندر پنہا ہوتے ہیں سیاسی اعتبار سے مضبوط اقوام ہمیشہ اپنے کیے ہوئے وعدوں اور معاہدوں پر پابند ہوتی ہیں، اور جب کوئی قوم اپنے وعدوں اور معاہدوں کی پاسداری چھوڑ دے تو پھر وہ قوم سیاسی اعتبار سے مسائل سے دوچار ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالی نے سورۃ البقرۃ میں بنی اسرائیل قوم کے سیاسی زوال کو بیان کرتے ہوئے ان عہد شکنی کا ذکر ان الفاظ میں کیا: اَلَّـذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّـٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّـٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ

ترجمہ: جو اللہ کے عہد کو پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اسے توڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں، وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔[19]

---

[17] سورۃ البقرۃ:122

[18] مودودی، تفہیم القرآن، ج:1، ص:74

[19] سورۃ البقرۃ:27

جب کسی بھی معاشرے میں بد عہدی پیدا ہو اور لوگ اپنی عہد و پیمان کو پورا نہ کرے اسطرح سے عوام اور حکمرانوں کے درمیان اعتماد ختم ہو جاتا ہے اور اس طرح سماج میں سیاسی استحکام متاثر ہو تا ہے اور معاشرے میں فتنہ و فساد جنم لینے لگتا ہے۔ اور جس معاشرے میں فتنہ وفساد جنم لے وہ معاشرہ سیاسی اعتبار سے زوال پذیر ہو جاتا ہے۔

سیاسی زوال اور حاکم اعلیٰ کا قانون توڑنا:

ہفتے کے دن سے متعلق اس قوم کے لئے یہ قانون رکھا گیا تھا کہ وہ اس دن میں آرام اور عبادت کریں۔ اور اس دن کوئی بھی دنیاوی کام حتی کہ کھانا پکانے جیسے امور بھی نہ خود انجام دیں اور نہ ہی اپنے ماتحتوں سے اس طرح کے کوئی کام کروائیں ۔ یہاں تک تاکید تھی کہ جو شخص اس محترم و ممنون عن بعض الامور دن کے احکامات کو توڑے وہ قابل سزا ہو گا۔ لیکن جب اس قوم پر اخلاقی اعتبار سے اور مذہبی اعتبار سے زوال کا دور آیا تو وہ علی الاعلان ہفتے کے دن کھلم کھلا بے حرمتی کرنے لگی اور سرے عام منع کے باوجود اس دن تجارت کرنے لگے، چونکہ حاکم اعلی کا یہ حکم تھا اور اس قوم نے حاکم اعلی کے اس حکم کو توڑا وہ پھر وہ سیاسی اعتبار سے زوال کا شکار ہو گئے، اللہ تعالی بنی اسرائیل قوم کی اس نافرمانی اور قانون شکنی کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ

ترجمہ: اور بے شک تمہیں وہ لوگ بھی معلوم ہیں جنہوں نے تم میں سے ہفتہ کے دن زیادتی کی تھی پھر ہم نے ان سے کہا تم ذلیل بندر ہو جاؤ۔[20]

حاکم اعلی کے قوانین کو توڑنے والی قوم قانون شکنی کی عادی ہو جاتی ہے پھر ایسی قوم ریاستی آئین و قانون کو توڑنا شروع کر دیتی ہے کیونکہ جب کسی قوم میں حاکم اعلی کے بنائے ہوئے قوانین کو توڑنے کی جرأت پیدا ہو جائے اور کھلم کھلا ان قوانین کی خلاف ورزی کرنے لگے تو پھر اس قوم میں ریاستی قوانین کو توڑنے کی جرأت پیدا ہو جاتی ہے، اور پھر جب کوئی قوم ریاستی قوانین کو توڑنا شروع کر دے تو پھر وہ ریاست اور اس ریاست میں بسنے والی قوم سیاسی اعتبار سے زوال کا شکار ہو جاتی ہے، اور ایسے معاشرہ میں عدم استحکام پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے جب کسی معاشرے میں ریاستی قوانین کی خلاف ورزی کی وجہ سے عدم استحکام پیدا ہونا شروع ہو جائے تو پھر وہ معاشرہ زوال کا شکار ہو جاتا ہے۔

[20] سورۃ البقرۃ:65

رہنما کا ناحق قتل اور سیاسی زوال:

بنی اسرائیل قوم کی سیاسی خرابیوں میں سے ایک بڑی خرابی قیادت کی قدر نہ کرنا اور اپنے مفادات کی خاطر اس قیادت کی جان کے مخالف ہو جانا، اور ضرورت پڑنے پر اس صالح قیادت کو ناحق قتل کر دینا، چنانچہ اللہ تعالی بنی اسرائیل قوم کی اس خرابی کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وَاِذْ قُلْتُمْ يَا مُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ ۚ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۗ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيِّيْنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ

ترجمہ: اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے سو ہمارے لیے اپنے رب سے دعا مانگ کہ وہ ہمارے لیے زمین کی پیداوار میں سے ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز پیدا کر دے، کہا کیا تم اس چیز کو لینا چاہتے ہو جو ادنی ہے بدلہ اُس کے جو بہتر ہے، کسی شہر میں اُترو بے شک جو تم مانگتے ہو تمہیں ملے گا، اور ان پر ذلت اور محتاجی ڈال دی گئی اور انہوں نے غضب الہی کمایا، یہ اس لیے کہ وہ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے، یہ اس لیے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے بڑھ جاتے تھے۔[21]

اللہ تعالی بنی اسرائیل قوم کو تمام اقوام پر فوقیت دی تھی جس کا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالی نے اس قوم میں گاہے بگاہے کئی ایک صالح قیادت انبیاء کی شکل میں بھیجی، اور اس صالح قیادت نے اس قوم کو سیاسی اعتبار سے مضبوط کر دیا تھا، لیکن قوم کے کچھ افراد اپنے مفادات کی خاطر اس صالح قیادت کی مخالفت کرنے لگے اور قیادت کی جان کے مخالف ہو گئے اور یہاں تک کہ اپنے ذاتی مفادات کی خاطر اس صالح قیادت کی جان لینے کے درپے ہو گئے، اور قیادت کو ناحق قتل کر دیا۔ آج بھی جو جو اقوام صالح قیادت کے وجود جیسی نعمت کی قدر نہیں کرتی، اور اپنے مفادات کی خاطر اس کی مخالفت کرتی ہے اور جس جس قوم نے اپنی صالح قیادت کو جان سے مار دیا وہ تمام اقوام آج دنیا میں سیاسی زوال اور سیاسی عدم استحکام جیسے مسائل سے دوچار ہیں اور اسی وجہ سے وہ قومیں آج ذلت ورسوائی اور غلامی کی زندگی گزار رہی ہیں۔

[21] سورۃ البقرۃ:61

نتائج:

اس تحقیق کے نتائج مندرجہ ذیل ہیں:

1. معاشرہ میں زندگی گزارنے کے لیے اخلاقیات اور قوانین درکار ہوتے ہیں اور اسی کی بنیاد پر تمام تر ترجیحات، حقوق اور نظام زندگی بہتر طریقے سے چلائی جاسکتی ہے۔
2. جن قوموں میں اخلاقیات اور قوانین کی خلاف ورزی کی جائے وہ قومیں بہت جلد زوال کا شکار ہو جاتی ہیں۔
3. سماج کا اطلاق اس معاشرے پر ہوتا ہے جس میں ایک سے زائد افراد رہتے ہوں اور ایک معاشرہ کی شکل میں باہم ایک دوسرے سے باہم مربوط ہو کر رہتے ہوں۔
4. سماج کو بہتر بنانے کے لیے مسلسل جد جہد جستجو، قوانین، اصول اور ضابطہ حیات کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ ایک فطری عمل ہے۔
5. تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد سماج کی اخلاقیات کو بہتر بنانا، عدل اجتماعی قائم کرنا، حاکم اعلی کی حاکمیت کو قائم کرنا اور تمام انسانیت کو معبود بر حق کا پابند بنانا۔
6. تمام انبیاء پر نازل شدہ کتب کا بنیادی موضوع انسان رہا، اور اس انسان کے سماج، عدل اجتماع کا قیام اور اعلی اخلاقیات کو بیان کیا گیا۔
7. قرآن کریم کا بنیادی مقصد انسانی سماج کو اعلی اخلاقیات اور قوانین کے مطابق بنانا ہے اور قرآن کریم نے کامل اور اعلی اخلاقیات پر مبنی سماج کا تصور پیش کیا۔
8. جو قومیں اعلی اخلاقیات اور قوانین کی پابندی نہ کریں وہ قومیں بہت جلد زوال کا شکار ہو جاتی ہیں اور وہ معاشرہ عدم استحکام اور گراوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔
9. بنی اسرائیل وہ قوم تھی جس میں اللہ تعالی نے بے شمار انبیاء کی بعثت فرمائی اور بنی اسرائیل قوم کی رہنمائی کے لیے تمام انبیاء بنی اسرائیل نے جدوجہد کی اور اس قوم کو اعلی اخلاقیات کا حامل بنایا، لیکن ان انبیاء کی زندگی میں یا ان کی رحلت کے بعد اس قوم میں اخلاقی اور سیاسی زوال آگیا، اور پھر وہ معاشرہ زوال کا شکار ہو گیا۔

10. قرآن کریم نے بنی اسرائیل قوم کے اخلاقی اور سیاسی زوال کے اسباب پر تفصیلی بحث کی ہے، اور طرز بیان ایسا اختیار کیا کہ کسی بھی معاشرہ کے زوال کا اگر جائزہ لیا جائے تو اس معاشرہ میں زوال کے وہی اسباب پائے جاتے ہیں جن کو قرآن کریم نے بیان خصوصیت کے ساتھ سورۃ البقرۃ میں بیان کیا۔
11. کسی بھی قوم کے اخلاقی زوال کے اسباب میں حسد، بغض، عہد شکنی، جادو تعویذ گنڈے پر اعتماد کرنا، کفران نعمت، توکل میں کمی، بے صبری اور عدم شکر جیسے اسباب شامل ہیں۔
12. قوموں کے سیاسی زوال کے اسباب میں رہنمائی کے منصب کی ناقدری، سیاسی عہد شکنی، حاکم اعلی قوانین کی خلاف ورزی، سیاسی رہنما کو ناحق قتل کرنا جیسے اسباب شامل ہیں۔
13. دور حاضر میں قرآن کریم کے سماجی مطالعے کی بہت ضرورت ہے اور بالخصوص دور حاضر میں ہمارے معاشرے کے اعلی اخلاقیات اور سیاسی استحکام کے لیے ضروری ہے کہ ہائر ایجوکیشن کی سطح پر قرآن کریم کے سماجی مطالعے پر تحقیق کی جائے اور ہمارے معاشرے کی اخلاقی اور سیاسی ترقی کا حل پیش کیا جائے۔